بحث ونظر

بدعت کا لغوی اور شرعی مفہوم

—— حافظ نذیر احمد ہاشمی ——

"بدعت" کے بارے میں اس حقیقت سے کون انکار کرے گا کہ "کُلُّ بِدعَۃٍ ضَلَالَۃ" (ہر بدعت گمراہی ہے)، لیکن یہ امر یقیناً قابل وضاحت ہے کہ دینی اصطلاح میں بدعت کس عمل کو کہا جائے گا اور کسے نہیں۔ 'حکمت قرآن' میں اس بحث کا آغاز پروفیسر محمد یونس جنجوعہ صاحب کے مضمون سے ہوا تھا جو دسمبر ۹۳ء میں شائع ہوا۔ اس کے جواب میں جامعہ کراچی کے ایک لیکچرار جناب نور احمد شاہتاز کا مضمون ہمیں موصول ہوا جسے اگست ۹۴ء کے پرچے میں جگہ دی گئی۔ تاہم بعض قارئین کے خطوط سے اندازہ ہوا کہ یہ بحث ابھی مزید وضاحت طلب ہے۔ اسی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے حافظ نذیر احمد ہاشمی صاحب، لیکچرار قرآن کالج لاہور کا زیر نظر مضمون شائع کیا جارہا ہے (ادارہ)

© rasailojaraid

بدعت کی لغوی تعریف

"البدعة اسم من ابتداع الامر اذا ابتداه واحدثه كالرفعة اسم من الارتفاع والخلفة اسم من الاختلاف ثم غلب على هو زيادة فى الدين او نقصان منه"

"بدعت ابتداع کا اسم ہے جس کا معنی یہ ہے کہ کوئی نئی چیز ایجاد کی جائے جیسے رفعت 'ارتفاع اور خلفت اختلاف کا اسم ہے۔ لیکن پھر بدعت کا لفظ دین میں کمی یا بیشی پر بولا جانے لگا۔" (ملاحظہ ہو مغرب جلد ا، ص ۳۰ بحوالہ المنہاج الواضح)

امام محمد بن ابی بکر بن عبدالقادر الرازی مختار الصحاح میں بدعت کا مفہوم یوں بیان کرتے ہیں :

"البدعة : الحدث فى الدين بعد الاكمال"

"بدعت، اکمالِ دین کے بعد اس میں احداث کا نام ہے۔" (مختار الصحاح ص ۴۴)

مولوی فیروز الدین صاحب فیروز اللغات میں لکھتے ہیں :

© rasailojaraid

"بدعت : دین میں کوئی نئی بات یا نئی رسم نکالنا، نیا دستور یا نیا رسم و رواج وغیرہ" (فیروز اللغات ص ۱۸۸)

مجد الدین فیروز آبادی لکھتے ہیں :

"بدعة بالکسر الحدث فی الدین بعد الاکمال او ما سحدث بعد النبی ﷺ من الاھواء والافعال" (قاموس جلد دوم ص ۴)

"بدعت باء کے زیر کے ساتھ، اس چیز کو کہا جاتا ہے جو تکمیل دین کے بعد ایجاد کی گئی ہو۔ یا وہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خواہشات اور اعمال کی شکل میں ظاہر ہوئی ہو۔"

امام نووی شارح مسلم لکھتے ہیں :

"البدعة کل شیء عمل علی غیر مثال سبق"

"ہر وہ عمل جو کسی سابق نمونہ کے بغیر کیا جائے۔" (نووی شرح مسلم جلد ۱، ص ۲۸۵)

امام راغب اصفہانی مفردات القرآن میں لکھتے ہیں :

"مذہب میں نئی بات داخل کرنا جس کا قائل یا فاعل صاحب شریعت کی اقتدا نہ کرے اور نہ ہی سلف صالحین اور اصول شریعت سے اس کا ثبوت ملتا ہو۔"

(مفردات القرآن جلد ۱ ص ۷۶)

ایڈورڈ ولیم لین "مد القاموس" (انگلش سے عربی) میں لکھتا ہے :

"البدعة : الاحداث والاختراع لاعلی مثال"

"بدعت وہ نو ایجاد چیز ہے جس کی سابقہ کوئی مثال نہ ہو۔" (ملاحظہ ہو مد القاموس جلد ۱، ص ۱۶۶)

انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا کا مقالہ نگار بدعت کی تعریف میں لکھتا ہے :

"Bidah : in Islam any innovation that has no roots in the traditional practice (Sunnah) of the Muslim community."

(اسلام میں کوئی ایسی جدید شے جس کا سنت میں ذکر نہ ہو۔)

(ملاحظہ ہو انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا جلد دوم ص ۲۰۰)

© rasailojaraid.com

مصباح اللغات میں ہے :

"البدعۃ : بغیر نمونہ کے بنائی ہوئی چیز دین میں نئی رسم' وہ عقیدہ یا عمل جس کی کوئی اصل قرون ثلاثہ 'مشہود لھا بالخیر میں نہ ملے۔ (مصباح اللغات ص ۲۷)

"بدعت : نو پیروں آور دن رسے در دین بعد اکمال دیں۔ دین کی تکمیل کے بعد دین میں کوئی نئی رسم ایجاد کرنا۔" (ملاحظہ ہو صراح' جلد دوم ص ۲۰۱)

بدعت کی شرعی تعریف (بدعت شرعیہ)

"المراد بالبدعۃ ما احدث وما لا اصل لہ فی الشریعۃ یدل علیہ' واما ما کان لہ اصل فلیس ببدعہ شرعا وان کان بدعۃ لغۃ"

"بدعت سے مراد وہ چیز ہے جس کی شریعت میں کوئی اصل نہ ہو جو اس پر دلالت کرے اور بہرحال وہ چیز جس کی شریعت میں کوئی اصل ہو تو وہ شرعاً بدعت نہیں ہے اگرچہ لغتاً بدعت ہوگی۔" (ملاحظہ ہو جامع العلوم والحکم بحوالہ الجنۃ لاہل السنۃ)

بدرالدین عینی فرماتے ہیں :

"البدعۃ فی الاصل احداث امر لم یکن فی زمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم"

"بدعت ایسی چیز کا ایجاد کرنا جو آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں نہ ہو۔" (عمدۃ القاری ج ۵' ص ۳۵۶)

"کل محدثۃ بدعۃ انما یرید ما خالف اصول الشریعۃ ولم یوافق السنۃ"

"کُلُّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٌ کی حدیث کا معنی یہ ہے کہ جو چیز اصول شریعت کے خلاف ہو اور سنت کے موافق نہ ہو۔" (ج ۵' ص ۱۷۲ بحوالہ المنہاج الواضح)

مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب "تعلیم الاسلام" میں لکھتے ہیں :

"بدعت ان چیزوں کو کہتے ہیں جن کی اصل شریعت سے ثابت نہ ہو یعنی قرآن مجید اور احادیث شریفہ میں اس کا ثبوت نہ ملے اور رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام

© rasailojaraid.com

اور تابعین اور تبع تابعین کے زمانہ میں اس کا وجود نہ ہو۔ اور اسے دین کا کام سمجھ کر کیا یا چھوڑا جائے۔" (تعلیم الاسلام حصہ چہارم ص ۷۲)

مولانا کریم بخش صاحب لکھتے ہیں :

"اصطلاح شریعت میں بدعت ہر وہ فعل دین ہے جس کو قرون ثلاثہ کے اہل حق کی اکثریت نے قبول نہ کیا ہو' یا ان پاک زمانوں میں اس کو خلاف دین کہا گیا ہو' یا خود ان زمانوں کے بعد پیدا ہو جس میں عقیدۃً غیر ضروری کو ضروری اور ضروری کو غیر ضروری سمجھا جائے۔ (ملاحظہ ہو حقیقت الایمان' ص ۳۸)

حسنہ اور سیئہ کی تحقیق

جیسا کہ بدعت کی تعریفات سے معلوم ہوا کہ بدعت کی دو قسمیں ہیں۔ بدعت لغویہ' بدعت شرعیہ۔

© rasailojaraid.c

بدعت لغویہ وہ نو ایجاد جو حضور ﷺ کی وفات کے بعد ہوئی ہو' چاہے عادت ہو یا عبادت۔ اس کی پانچ قسمیں ہیں : (۱) واجب (۲) مندوب (۳) حرام (۴) مکروہ (۵) مباح

بدعت شرعیہ وہ ہے جو طاعت کی مد میں قرون ثلاثہ مشہود لہا بالخیر کے بعد پیدا ہوئی ہو۔ اور اس پر قولاً' فعلاً' صراحتاً' اور اشارۃً کسی طرح بھی شارع کی طرف سے اجازت موجود نہ ہو۔ اس کو بدعت ضلالہ' قبیحہ اور سیئہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ترویح الجنان میں ہے :

"ان البدعة على قسمين بدعة لغوية وبدعة شرعية فالاول هو المحدث مطلقا عادة كانت او عبادة وهى التى يقسمونها الى الاقسام الخمسة والثانى وهو ما زيد على ما شرع من حيث الطاعة بعد انقراض الازمنة الثلاثة المشهود لها بالخير بغير اذن من الشارع لا قولا ولا فعلا ولا صريحا ولا اشارة وهى المراد بالبدعة المحكومة عليها بالضلالة"

© rasailojaraid.c

"بدعت کی دو قسمیں ہیں' ایک لغوی دوسری شرعی بدعت۔ لغوی بدعت ہر نو ایجاد کا نام ہے چاہے عادت ہو یا عبادت۔ اور اسی بدعت کی پانچ قسمیں کی جاتی ہیں۔ دوسری بدعت وہ ہے جو طاعت کی مد میں کسی مشروع امر پر زیادتی یا کمی کی جائے مگر ہو قرون ثلاثہ کے ختم ہونے کے بعد اور یہ زیادتی شارع کے اذن سے نہ ہو اور نہ اس پر شارع کا قول موجود ہو نہ فعل' نہ صراحتاً اور نہ اشارۃً۔ اور بدعتِ ضلالہ سے یہی بدعت مراد ہے۔ (ترویح الجنان بحوالہ الجُنۃ لاھل السنہ)

شارح نووی معین بن صفی لکھتے ہیں :

"فان قلت قد اشتهر البدعة نوعان حسنة وسيئة فكيف كل بدعة ضلالة بلا تخصيص' قلت المراد من البدعة في الحديث البدعة الشرعية وهي عمل ليس له دليل شرعي وكل ما فعله اوامره الشارع فعله اولم يفعله وسواء قدفعل على عهده اولم يكن على عهده لانتفاء شرط الفعل اووجود مانعه امرا يحاب اواستحباب فهوببدعة شرعية واشتهران البدعة نوعان بدعة لغوية وهي ماابدع واخترع اعم من البدعة الشرعية وقول عمر في التراويح نعمت البدعة هذه مراده بدعة لغوية"

"اگر تم کہو کہ بدعت کی دو قسمیں حسنہ اور سیئہ مشہور ہیں تو پھر ہر بدعت بلا تخصیص کیسے گمراہی میں شمار ہو گی۔ میں کہتا ہوں کہ حدیث میں جس بدعت کا ذکر ہے اس سے مراد بدعت شرعیہ ہے۔ بدعت شرعیہ سے مراد وہ عمل ہے جس کے لئے شریعت میں کوئی دلیل موجود نہ ہو۔ اس کے برعکس وہ کام جو آپ ﷺ نے کیا ہو یا اس کے بارے میں آپ ؐ نے حکم دیا ہو چاہے آپ ؐ نے خود کیا ہو یا نہ' یا وہ کام آپ ؐ کے زمانے میں ہوا ہو' یا وہ کام آپ ؐ کے زمانہ میں کسی محرک کے نہ ہونے یا وجود مانع کی وجہ سے نہ کیا گیا ہو تو وہ بدعت شرعیہ نہیں۔ اور مشہور ہے کہ بدعت کی دو قسمیں ہیں۔ لغویہ (مطلق ایجاد و اختراع) جو عام ہے شرعیہ سے اور تراویح کے بارے میں حضرت عمرؓ کے قول "نعمت البدعة هذه" سے یہی بدعت لغویہ مراد ہے........" (ملاحظہ ہو الجنۃ لاھل السنہ 'ص ۱۶۰)

© rasailojaraid.com

حافظ ابن رجب جامع العلوم والحکم میں لکھتے ہیں:

"فکل من احدث شیئا ونسبه الی الدین ولم یکن له اصل من الدین یرجع الیه فهو ضلالة والدین بریء منه وسواء فی ذلک الاعتقادات او الاعمال او الاقوال الظاهرة والباطنة واما ما وقع فی کلام السلف من استحسان بعض البدع فانما ذلک فی البدع اللغویة لاالشرعیة"

"جس نے بھی کوئی نئی چیز ایجاد کر کے دین کی طرف منسوب کی جب کہ دین میں اس کی کوئی اصل و بنیاد ہی نہ ہو جس پر اس کا انحصار ہو تو وہ گمراہی ہے اور دین اس سے بری ہے، چاہے وہ ایجاد کردہ چیز اعتقادات ہوں یا اقوال و اعمال ہوں۔ رہی یہ بات کہ سلف نے بعض بدعات کو حسن کہا ہے تو بجا ہے لیکن وہ حسن لغوی بدعات میں ہے نہ کہ شرعی میں۔"

(ملاحظہ ہو جامع العلوم والحکم، ص ۱۹۳، بحوالہ المنہاج الواضح)

علامہ تفتازانی شرح مقاصد میں لکھتے ہیں:

"ان البدعة المذمومة هو المحدث فی الدین من غیر ان یکون فی عهد الصحابة والتابعین ولا دل علیه دلیل شرعی"

"مذموم بدعت وہ ہے جو دین کے اندر ایجاد کی جائے اور وہ حضرات صحابہ کرام اور تابعین کے عہد میں نہ ہو اور نہ اس پر کوئی شرعی دلیل ہو۔" (ملاحظہ ہو شرح مقاصد)

ابن دقیق العید لکھتے ہیں:

"انا اذا نظرنا الی البدع المتعلقة الدنیا لم تساو البدع المتعلقة بامور الاحکام الفرعیة ولعل البدع المتعلقة بامور الدنیا لاتکره اصلا بل کثیر منها یجزم فیها بعدم الکراهة واذا نظرنا الی البدع المتعلقة بالاحکام الفرعیة لم تکن مساویة للبدع المتعلقة باصول العقائد"

© rasailojaraid.com

"جب ہم دنیاوی امور سے متعلقہ بدعات پر نظر ڈالتے ہیں تو وہ ان بدعات کے مساوی نظر نہیں آتیں جو فرعی احکام سے متعلق ہیں۔ اور شاید دنیوی امور سے متعلقہ بدعات مکروہ بھی نہ ہوں بلکہ بہت سی دنیوی بدعات سے متعلق بالیقین کہا جا سکتا ہے کہ وہ مکروہ نہیں ہیں۔ جب ہم نے فرعی احکام سے متعلق بدعات کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ اصول عقائد کے متعلق بدعات کے مساوی نہیں ہیں۔"

(ملاحظہ ہو احکام الاحکام جلد اول ص ۵۱ بحوالہ المنہاج الواضح)

یعنی بدعت عقائد میں بھی ہوتی ہے اور اعمال میں بھی' دینی امور میں بھی اور دنیوی امور میں بھی' مگر دنیوی امور کی بدعت نہ تو حرام ہے اور نہ مذموم بلکہ مکروہ تک بھی نہیں۔

"ومن الجهلة من يجعل كل امر لم يكن في زمن اصحابه بدعة مذمومة وان لم يقم دليل على قبحه تمسكا بقوله صلى الله عليه وسلم "اياكم و محدثات الامور" ولايعلمون المراد بذلك ان يجعل في الدين ماليس منه"

"جاہلوں میں سے کچھ لوگ وہ بھی ہیں جو ہر اس چیز کو جو صحابہ کرام کے زمانہ میں نہ ہو بدعت مذمومہ قرار دیتے ہیں۔ حضور ﷺ کے اس فرمان سے استدلال کرتے ہوئے "اياكم ومحدثات الامور" اور وہ یہ نہیں جانتے کہ محدثات الامور سے مراد یہ ہے کہ دین میں ایسی چیز ایجاد کی جائے جو اس میں نہ ہو۔"

(شرح جواہر توحید بحوالہ انوار ساطعہ' ص ۳۴)

صاحب الجنۃ۔ لاھل السنہ لکھتے ہیں :

"بدعت شرعیہ حسنہ نہیں ہوتی۔ بدعت سیئہ کا نام بدعت ہے جس کو بغیر ثبوت شرع اور سند کے دین میں احداث و اختراع کیا گیا ہو۔ حدیث بخاری و مسلم "من احدث في امرنا هذا ماليس منه فهو رد" اور "من عمل عملا ليس عليه امرنا فهو رد" میں صاف ظاہر ہے کہ اطلاعات شرعیہ میں اکثر بدعت سے یہی بدعت مراد لیتے ہیں۔ جامع صغیر کی شرح مناوی میں ہے :

"ان البدعة غلبت على مالم يشهد الشرع بحسنة" اور ابن

© rasailojaraid.c
© rasailojaraid.c

اثیر جزری جامع الاصول میں لکھتے ہیں : "اکثر ما یستعمل البدعة عرفا فی الذم" اور ذخیرۃ السالکین میں ہے : "چند جا لفظ بدعت مطلق مے آید مراد ازیں غالباً قبیح است" حدیث "کل بدعة ضلالة" میں بظاہر یہی بدعت منصوص ہے۔ اور جس کا وجود خارجی بعد کو ہوا لیکن اس کا ثبوت شرع میں پایا گیا اور اس کے جواز کی دلیل شرع میں ہے، خواہ صراحتاً ہو یا اشارتاً یا دلالۃً، وہ سنت میں داخل ہے۔ اس کو باعتبارِ لغوی معنی بدعت حسنہ کہتے ہیں۔ اسی کی پانچ قسمیں کرتے ہیں، جبکہ بدعت شرعیہ سنت کے مخالف، مقابل اور رافع سنت ہوتی ہے---- قال الحافظ ابن حجر فی فتح الباری تحت حدیث "شر الامور محدثاتها" المراد بها ما احدث ولیس له اصل فی الشرع یسمی فی عرف الشرع بدعة وما کان له اصل یدل علیه الشرع فلیس ببدعة فالبدعة فی عرف الشرع مذمومة بخلاف اللغة فان کان شیء احدث علی غیر مثال یسمی بدعة سواء کان محمودا او مذموما"

(ملاحظہ ہو الجنۃ لاھل السنۃ - ص ۱۵۸)

استاذی المحترم والمکرم حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب اپنی کتاب "راہ سنت" میں لکھتے ہیں :

"بدعت حسنہ وہ دینی کام جس کا مانع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زائل ہو گیا ہو یا اس کا داعیہ، محرک اور سبب بعد کو پیش آیا ہو اور کتاب و سنت اور اجماع و قیاس سے اس پر روشنی پڑتی ہو اور ان میں سے کسی دلیل سے اس کا ثبوت ملتا ہو تو وہ بدعت حسنہ بالفاظ دیگر لغوی بدعت ہو گی۔

اور جس کا محرک، داعیہ اور سبب آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں موجود تھا، مگر آپ ؐ نے وہ دینی کام نہیں کیا اور حضرات صحابہ کرام ؓ اور تابعین ؒ و تبع تابعین ؒ نے بھی باوجود کمال عشق و محبت اور محرکات و اسباب کے نہیں کیا وہ بدعت سیئہ اور بدعت قبیحہ اور بدعت شرعیہ کہلائے گا۔ (ملاحظہ ہو راہ سنت، ص ۱۰۰)

© rasailojaraid.c
© rasailojaraid.c